استاذ المحدثین و الفقہاء امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کی ثقاہت غیر مقلدین کے گھر سے

منجانب

محمد محسن

طارق الماتریدی

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء ابراھیم سیالکوٹی صاحب کا اقرار کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالی ثقہ ہیں

فانه یاتی بها فی صلوة المخافتة (جلد اول یوسفی، ص ۹۷)
"پھر یہ کہ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اسے (بسم اللہ کو) ہر رکعت کے اول

یوسف" کی روایت ہے اور یہی صاحبین" کا قول ہے اور امام ابو یوسف" جیسا کہ فقہاء کے نزدیک علم و حفظ میں پختہ ہیں، ویسے ہی محدثین کے نزدیک بھی معتبر ہیں۔ چنانچہ امام نسائی نے کتاب الضعفاء والمتروکین میں جہاں حسن بن زیاد مذکور کو کذاب خبیث لکھا ہے، وہاں امام ابو یوسف کو ثقہ لکھا ہے۔

ﮦ۲۰ مولانا عبدالحیؒ لفظ "احتیاطا" پر حاشیہ نمبر ۸ میں لکھتے ہیں۔ قوله احتیاطا لان العلماء اختلفوا فی التسمیة هل هی من الفاتحة ام لا وعلیه قراة الفاتحة فی کل رکعة فکان علیه قراءتها فی کل رکعة لیکون ابعد عن الاختلاف، (ص ۹۷)
احتیاطا" اس لیے کہا گیا ہے کہ علماء میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ کی جزو ہے یا نہیں۔ جب نماز میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے تو اسے بسم اللہ بھی ہر رکعت میں ضرور پڑھنی چا

اسی طرح علامہ نسفیؒ

اور اس کی شرح میں ہے۔ ثم
حنیفةؒ روایتان وعنهما یاتی وه
پھر یہ کہ دیگر رکعات میں
سے دو روایتیں ہیں اور صاحبینؒ
بھی اسی طرح ہے۔ اور کنز ہی میں
رکعة (کشوری، ص ۲۵) یعنی بسم
اور منیة المصلی کے
اکثر المشائخ علی هذا (باب
اور اسے ہر رکعت میں پڑھے،
کبیری میں بسم اللہ کی سنیت
وجوب کو اصح اور احوط لکھا ہے۔
چنانچہ اس کے الفاظ حسب

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء ابراھیم سیالکوٹی صاحب کا اقرار کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالی ثقہ ہیں

نے کی ہے، وہ حسن بن زیاد کی ہے جو محدثین کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ جیسا کہ
اشی میں گزر چکا۔ باوجود اس کے حسن بن زیاد خود وجوب کے قائل ہیں جیسا کہ کبیری
ح منیہ سے منقول ہو چکا اور حضرت امام صاحبؒ سے جو روایت بسم اللہ ہر رکعت
پڑھنے کی ہے۔ وہ امام ابو یوسفؒ کی ہے۔ جو محدثین کے نزدیک ثقہ اور معتبر ہیں اور
خود بھی اس کے قائل ہیں نیز اس روایت اور اس قول میں امام محمدؒ بھی ان کے ساتھ
ہیں بلکہ وہ فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان میں بھی پڑھنے کے قائل ہیں۔ اگرچہ
ری نمازوں میں کہتے ہیں۔ پس جب حضرت امام ابو حنیفہؒ سے اور ان کے دو لائق
شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے پڑھنے کی روایتیں ثابت ہیں جن پر فقہ حنفی کا
دارومدار ہے اور حسن بن زیاد جن کی روایت سے بعض لوگ غلطی میں پڑ گئے۔ وہ
وجوب کے قائل ہیں تو اب حضرات حنفیہ کو اس پر عمل کرنے میں کوئی حجاب نہیں ہونا
چاہیے۔ رواج عام دیگر امر ہے اور تحقیق مسئلہ دیگر شے ہے۔ والحق احق ان یتبع
یعنی حق زیادہ لائق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ ھذا والحمد للہ ملھم الحقائق و
مفھم الدقائق
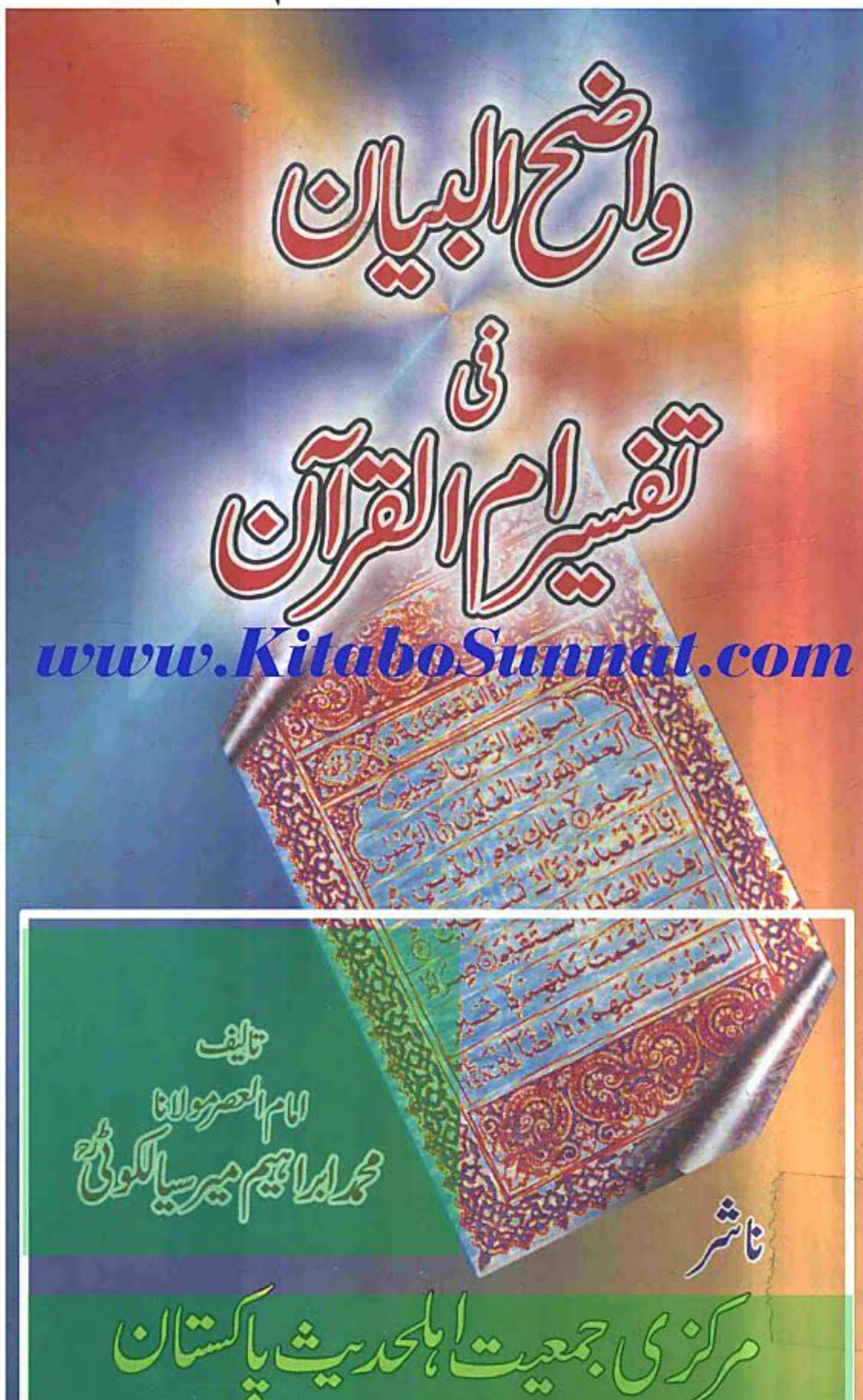
ترک و اخفائے بسم

باقی رہیں وہ روایات جو بسم ا

کی یہ روایت ہے۔ عن انسؓ ان الن
عمر کانوا یفتحون الصلوۃ بالح
التکبیر)

"حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نب
(قرات) نماز الحمد للہ رب العالمین سے
اس کا جواب اولاً" تو یہ ہے ک
کیا ہے کہ جہر و اخفا ہر دو طریق جائز ہیں
نے جہر کو اختیار کر لیا اور کسی نے اخفا

محکم دلائل سے مزین متنو

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء اسماعیل سلفی صاحب کا اقرار کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالی و امام محمد رحمہ اللہ تعالی اہلحدیث کے مجتہد تھے

عام طور پر اعتزال کا شکار ہو گئے۔ قاضی عیسیٰ بن ابان، بشر مریسی، سرخسی، کرخی، کم وبیش معتزلہ سے متاثر ہیں۔ جو لوگ اعتزال سے متاثر نہیں، ان کی روش اصول میں چنداں غلط نہیں، اس موضوع میں تفصیلاً لکھنا وقت چاہتا ہے، نیز یہ مسئلہ تدریسی ہے، اخباری نہیں۔

③ نمبر (۲) سے اس کا جواب کافی حد تک سمجھا جا سکتا ہے، اس کا مقصد پہلے جواب میں آ چکا ہے۔

④ مجتہدین میں کوئی بٹوارہ نہیں۔ مذاہبِ اربعہ کے مجتہدین اہلحدیث کے بھی امام اور مجتہد ہیں۔ ائمہ حدیث بخاری، مسلم، ابو داود، ترمذی، ابن خزیمہ، ابن جریر طبری، ابو عبدالرحمٰن اوزاعی، ابو یوسف، محمد؛ یہ سب اہلحدیث کے مجتہد ہیں، البتہ حق کسی میں محصور نہیں، نہ کسی کو مقامِ نبوت ملا ہے نہ مقامِ عصمت حاصل ہے۔ غزارتِ علم کے باوجود غلطی ممکن بھی ہے

اجتہادات واجب القبول نہیں ہو سکتے اور نہ وا

⑤ مجتہدین کی تقسیم کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔ ﴿وَفَوْقَ

۱۷۶ کے مطابق اصطلاحی الفاظ وضع کر لیے گئے

اغلال وسلاسل بنائے گئے ہیں، تاکہ ان کے مح

نہ دیا جا سکے، ورنہ یہ سب اساتذہ اور تلامذہ دا

تھے اور ایک دوسرے کی تقلید سے بے نیاز تھے

⑥ مفتی کے لیے ضروری ہے وہ کم از کم آیاتِ اح

مذاہبِ علما پر اس کی نظر ہو، عربیت سے آشنا ہو

کی فی الجملہ نظر اور اس کے ساتھ باعمل اور متقی ہ

⑦ مجتہدین کی مردم شماری نہ پہلے کبھی ہوئی نہ اب

تدریس وتذکیر سے خود بخود مقامِ متعین ہو جاتا

میں ان کے اقران اتنے بڑے نہیں سمجھتے تھے

تحریکِ آزادیٔ فکر

اور

شاہ ولی اللہ ؒ کی تجدیدی مساعی

تالیف

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتخریج

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

جامعہ مرکز مکرم اہلحدیث ماڈل ٹاؤن

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء عبد القادر بن حبیب اللہ صاحب کا اقرار کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ امام ثقہ عادل قاضی انصاری ہیں

جس میں تحقیقی انداز میں مضبوط و مستحکم دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ رفع الیدین ہی حضور ﷺ کی دائمی سنت ہے

تصنیف

فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی

ترجمہ

مولانا محمد خالد سیف

ترجمہ ۲۳۵۰ ص ۴_۵/۵ مے

بغداد آیا اور اس نے یہاں

۳۸۲ھ میں بغداد میں آیا تھ

اور اس کی تاریخ ولادت ووف

یہ بہت متاخر ہے اور اگر یہ ثق

کیفیت سے ثابت نہیں ہوتی

⑩ دسویں مسند کے

ابوعبداللہ محمد بن حسین بن محمد

عبدالقادر قرشی نے بیان نہیں

۱۶۸۱ میں اس مسند کے مؤلف

امام مسند ابوعبداللہ محمد بن حس

اس کی اچھے طریقے سے تخر

دوجلدوں میں ہے۔

بہر حال اس کی جو بھی

سماع کے بغیر، امام ابوحنیفہؒ

میں اس راوی کا ہمیں کوئی ذ

⑪ گیارھویں مسند

یوسف قاضی یعقوب بن ابر

نام سے موسوم کیا ہے۔

ابو یوسف امام، ثقہ، عادل، قاضی، انصاری ہیں، جمعرات کے دن بوقت ظہر

ربیع الاول ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے لیکن کسی بھی صحیح روایت سے آپ کے بارے میں

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء جمال الدین القاسمی الدمشقی صاحب کا اقرار صاحبین علیهما الرحمۃ سے متعلق کہ

وہ دونوں علم کے موجزن سمندر تھے اور ان کے آثار (روایات) انکی وسعت علم اور انکے تبحر علمی پر گواہ ہیں بلکہ اس بات پر بھی شاھد ہیں کہ یہ دونوں حضرات اکثر حفاظ پر تفوق رکھتے ہیں تجھے (ان کے علمی پایہ کو جاننے کے لئے) امام ابویوسف رح کی کتاب الخراج اور امام محمد رح کی کتاب مؤطا ہی کافی ہے

الجرح والتعديل للقاسمي

ابحث في الكتاب:

الجرحُ والتعديل

الأستاذ العالم العامل العلامة عالم الشام الشيخ جمال الدين القاسمي الدمشقي

الشيخين وغيرهما من هؤلاء، ولو أطرد الابتعاد عن هؤلاء أو إبعادهم لما تلقى عنهم أمثال الشيخين، وَخَلَّدَ أَسْمَاءَهُمْ وَمَرْوِيَّهُمْ في أصح الكتب بعد التنزيل الكريم، وقد يكون مُرَادُ البخاري بِأَهْلِ الخِلاَفِ أَهْلَ الرَّأْيِ جُمُودًا وَتَقْلِيدًا المُؤْثِرِينَ آراء الفقهاء على صحيح السُنَّةِ، لأنَّ كتابه المذكور وهو " جزء رفع اليدين " في مناقشة أهل الرأي وَحَجِّهِمْ بصحيح السُنَّةِ على رأيهم. وقد تجافى أرباب الصحاح الرواية عن أهل الرأي (1)، فلا تكاد تجد اسْمًا لهم في سند من كتب الصحاح أو المسانيد أو السنن، وإنْ كنت أعدّ ذلك في البعض تعصبًا، إذ يرى المُنْصِفُ عند هذا البعض من العلم والفقه ما يجدر أنْ يَتَحَمَّلَ عنه، ويستفاد من عقله وعلمه، ولكن لكل دولة من دول العلم سلطة وعصبة ذات عصبية، تسعى في القضاء على من لا يوافقها ولا يقلدها في

ص 31

(1) كالإمام أبي يوسف والإمام محمد بن الحسن فقد فقد لينهما أهل الحديث - كما ترى في " ميزان الاعتدال " - ولعمري لم ينصفوهما وهما البحران الزاخران، وآثارهما تشهد بِسَعَةِ عِلْمِهِمَا وَتَبَحُّرِهِمَا، بل بتقدُّمهما على كثير من الحفاظ. وناهيك كتاب " الخراج " لأبي يوسف و " موطأ " الإمام محمد. نعم كان ولع جامعي السُنَّةِ بمن طوف البلاد، واشتهر بالحفظ، والتخصص بعلم السُنَّةِ وجمعها، وعلماء الرأي لم يشتهروا بذلك لا سيما وقد أشيع عنهم أنهم يُحَكِّمُونَ الرَّأْيَ فِي الأثر، وإنْ كان لهم مرويات مسندة معروفة، رضي الله عن الجميع، وحشرنا وإياهم مع الذين أنعم الله عليهم.

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتدا جناب عطاء اللہ صاحب نے حاشیہ حیات حضرت امام ابو حنیفہ رح میں امام صاحب و صاحبین علیھم الرحمۃ کو ائمہ سلف میں سے شمار کر کے امام ابو یوسف رح سے ایک راویت نقل کر کے تسلیم کیا ہے کہ رواۃ ھذا کلھم ثقات
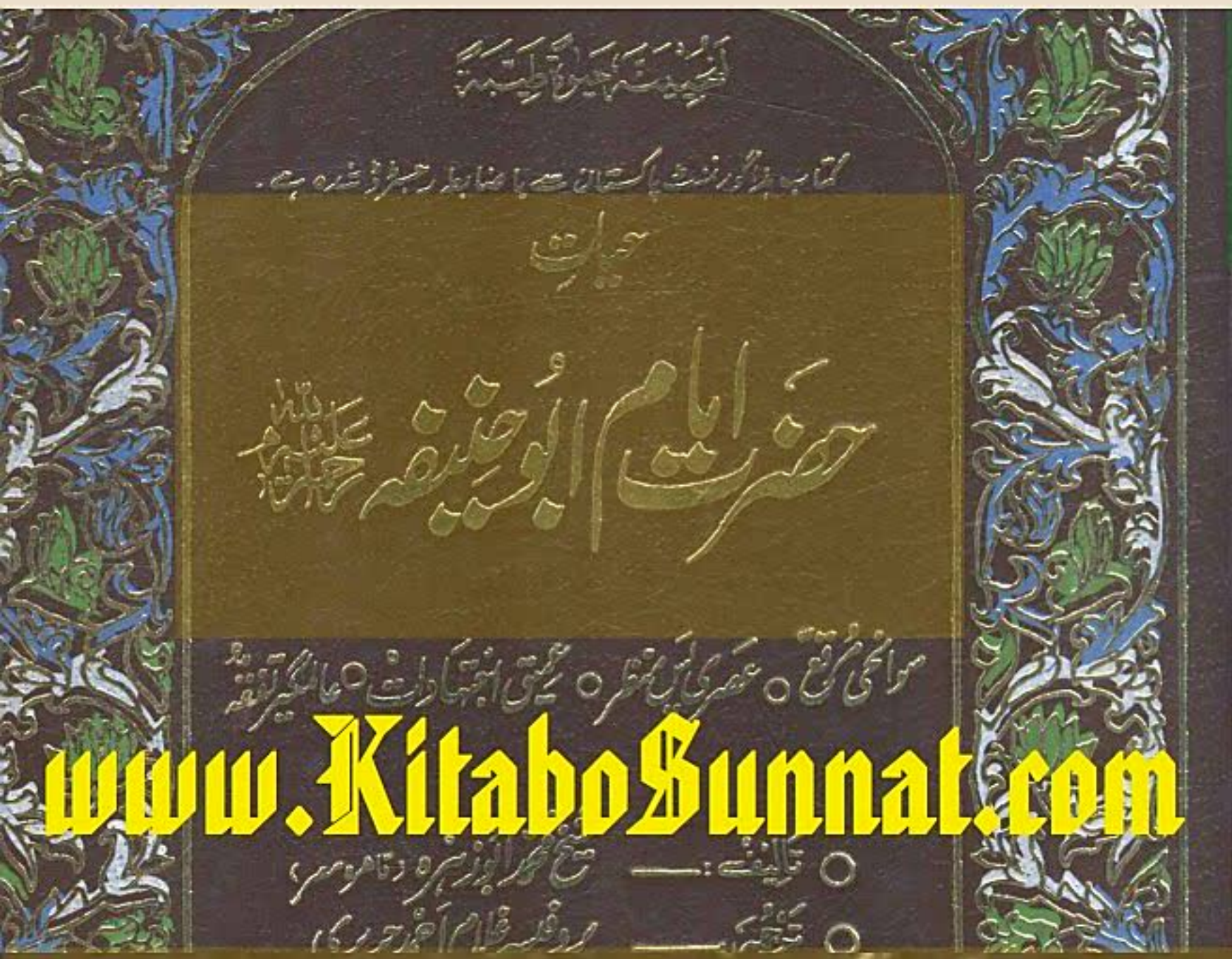
۳۲۸

غور و فکر بھی پسند نہ کرتے تھے چہ جائیکہ آپ اسے عقیدہ
کے بھی قائل نہیں کہ یہ عقیدہ کوئی بڑے بھاری گناہ کا م
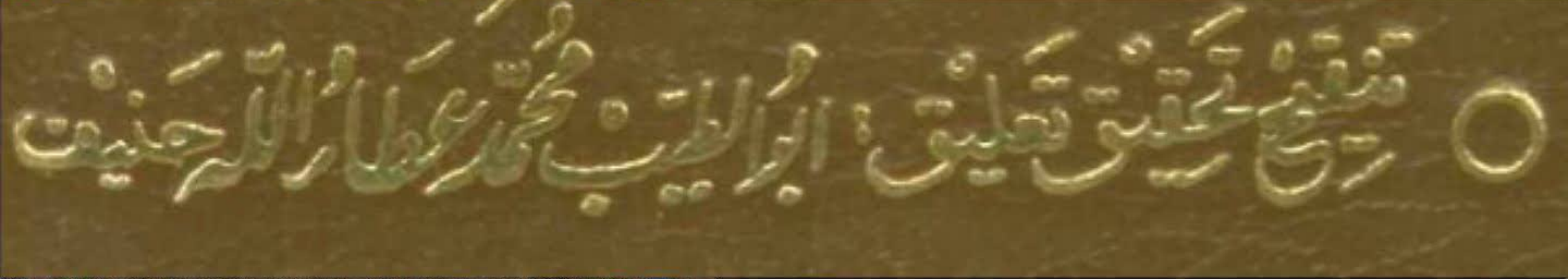
[1] لیکن جناب مصنف کا یہ خیال سلف صالح کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ہے۔ سارے ائمہؒ سلف عقیدۂ خلق قرآن کو گمراہی سمجھتے تھے۔ خود حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے دونوں قابل شاگرد خلقِ قرآن کے عقیدہ کو کفر سمجھتے تھے۔ کتاب الاسماء والصفات از امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ میں امام ابو یوسفؒ سے بروایت ثقات مذکور ہے کلمت اباحنیفۃ فی ان القرآن مخلوق ام لا فاتفق رأیی ورأیہ علی ان من قال القرآن مخلوق فھو کافر رواۃ ھذا کلھم ثقات (ص ۲۵۱ طبع ھند)

اور امام محمدؒ سے منقول ہے من قال القرآن مخلوق فلا تصل خلفہ (ایضاً) اور یہی رائے سب ہی ائمہ سنت کی ہے جن کو خود قائلین خلقِ قرآن بدعتی فرقوں سے سابقہ پڑا تھا اور وہ اس مبتدعہ عقیدہ کی حقیقت اور اس کا جو خراب اثر اسلامی معاشرہ پر اس وقت پڑ رہا تھا اس سے بخوبی آگاہ تھے بعد میں آنے والے دلدادگانِ علمِ کلام خصوصاً ہمارے دور کے متکلمین کی رسائی ان حقائق تک مشکل ہو سکتی ہے لہذا متکلمین کے مقابلہ میں ائمہ سنت کے ارشادات ہی اس بارے میں سند ہو سکتے

الفضل ما شهدت به الاعداء

نامور غیر مقلد مقتداء شیخ احمد شاکر صاحب امام ابویوسف رح کی
کتاب الخراج سے ایک حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ
اس حدیث کی سند انتہائی اعلی درجہ کی صحیح ہے کیونکہ امام ابویوسف
رح ان ائمہ مسلمین میں سے ہیں جو حدیث میں ثقہ ہیں
حاشیۃ کتاب الخراج لیحی ابن آدم ص ۸۵/۸۴ بحوالہ الامام محمد بن
الحسن الشیبانی نابغہ الفقہ الاسلامی للدکتور احمد علی الندوی ص ۱۸۸

أعلام المسلمين
٤٧

الإمامُ
مُحمّدُ بنُ الحَسَن الشَّيْبانيّ
نابغةُ الفِقهِ الإسلاميّ
(١٣٢ - ١٨٩ هـ)

تأليف
الدكتور علي أحمد الندوي

دار القلم
دمشق

وربما تمخض تبادل الآراء م
هذا الطراز عن وجهات النظر ا
الأصحاب قولاً من أقوال الإمام بعد

- «ذكر الطحاوي في «اختلاف
تعالى قال: دخلت على أبي حنيـ
ملك أربعين حملاً؟ قال: فيها شـ
على أكثرها أو على جميعها؟ فقـ
واحدة منها، فقلت: أو يؤخذ الحـ
إذاً لا يجب فيها شيء.

فأخذ بقوله الأول: زفر رحمـ
وبقوله الثالث: محمّد رحمه الله

وعد هذا من مناقبه حيث تكلـ
فلم يضع شيء منها»[1].

ويحتاج هذا النص إلى وقفـ

= أرض قد أحياها رجل قبله، ويغرس فيها غرساً غصباً، أو يزرع أو يحدث فيها شيئاً يستوجب به الأرض». انظر: تعليق أحمد محمد شاكر، كتاب الخراج ليحيى بن آدم القرشي ص ٨٤؛ وما روي عن هشام بن عروة يسند المعنى الذي ذكره ابن منظور في «اللسان» وهو: العرق الظالم أن يأتي ملك غيره ويحفر فيه. .» انظر: المصدر نفسه ص ٨٦.

وانظر التخريج المفصل للحديث المذكور في تعليق العلّامة أحمد محمد شاكر على كتاب «الخراج» ليحيى بن آدم القرشي ص ٨٤ - ٨٥، ومما جاء فيه: «وقد رواه أبو يوسف في الخراج. . . عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة. وهو بإسناد صحيح غاية في الصحة، فإن أبا يوسف من ثقات أئمة المسلمين في الحديث. وثقه النسائي وابن حبان».

(١) المبسوط ٢/١٥٧.

الفضل ما شهدت به الاعداء

عصر حاضر کے مشہور غیر مقلد مقتداء ناصرالدین البانی صاحب بھی امام ابویوسف رح کی ایک حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ آپ کی ایک جماعت نے توثیق کی ہے اور کچھ لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا ہے لیکن میرے نزدیک آپ کو ضعیف کہنے کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے
(یعنی آپ کی توثیق ہی راجح ہے)

ج 5

ص 273

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل

تأليف محمد ناصر الدين الألباني

المكتب الإسلامي

(1449) - (روى عروة بن الزبير: " أن
فقال على: لآتين عثمان , فلأحجرن
الزبير فقال: أنا شريكك فى بيعتك. ف
جعفر قد ابتاع بيع كذا فاحجر عليه ,
عثمان: كيف أحجر على رجل شريكه
(ص 385) .

* صحيح.

أخرجه الشافعى (1229) والبيهقى (6/61) من طريق يعقوب بن إبراهيم عن هشام بن عروة عن أبيه به.

قلت: وهذا سند جيد , رجاله ثقات رجال الشيخين غير يعقوب بن إبراهيم , وهو أبو يوسف القاضى صاحب أبى حنيفة رحمهما الله تعالى , وقد اختلفوا فيه , فوثقه جماعة , وضعفه آخرون , ولم يتبين لى ضعفه , لاسيما ولم

[جزء / صفحة] 5 273 [الرقم] 1445

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء ارشاد الحق اثری صاحب کا اقرار کہ امام ابویوسف و امام زفر رحمھما اللہ تعالی ثقات میں سے ہیں
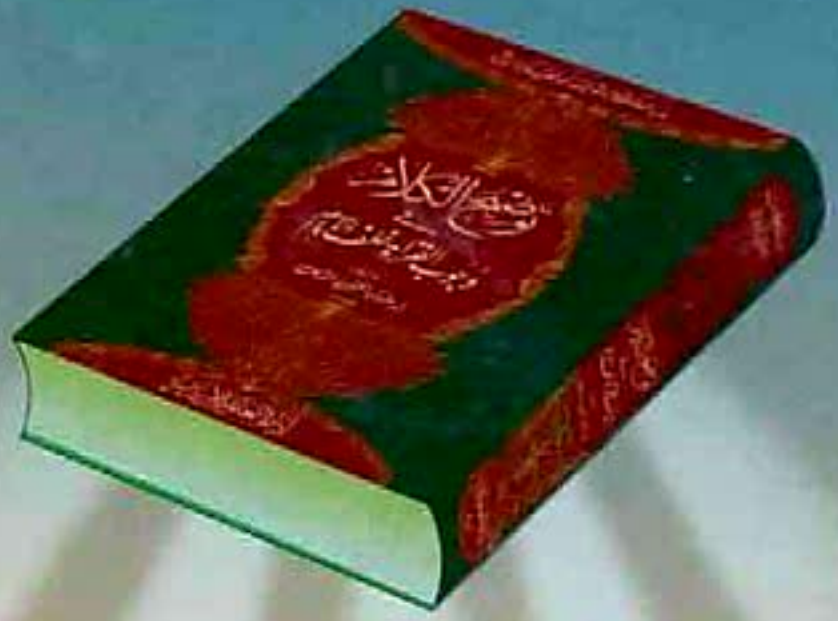
اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کی روایت میں کسی صحیح
بار سر کے مسح کا ذکر نہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے جو خالد بن علقمہ سے اس کا ذکر
ہے، ثقات کی ایک جماعت نے ان کی مخالفت کی ہے۔

اسی طرح ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: جامع المسانید میں ''مسح برأ
واحدۃ '' بھی مروی ہے (ایک نظر: ص ۳۰۶) راقم نے بھی اسی روایت کا اش
۲ ص ۶۳۹) میں کیا ہے۔ اور اسے سید محمد مرتضی الزبیدیؒ نے عقود الجواہر (ج
بھی نقل کیا ہے مگر امام ابوحنیفہؒ کے کثیر تلامذہ جن میں قاضی ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ بھی شامل
ہیں کے مقابلے میں خارجہ بن مصعب کی یہ روایت کسی کام کی نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے
ہیں: '' متروک و کان یدلس عن الکذابین و یقال ان ابن معین کذبہ کہ
خارجہ متروک ہے کذابین سے تدلیس کرتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ابن معینؒ نے اس کی تکذیب

ص 270 و 271

کی ہے (تقریب: ص ۱۳۳) تہذیب (ج ۳ ص ۷۶، ۷۷) میں اس کا تفصیلی ترجمہ دیکھا
جا سکتا ہے۔ سخت حیرت ہے کہ ثقات کے مقابلے میں ایسے متروک اور کذاب کی روایت
پیش کی جاتی ہے بلکہ علامہ زبیدیؒ نے تو امام صاحب کے مذہب کی سب سے پہلی دلیل یہی
خارجہؒ کی روایت نقل کی ہے۔ اِنَّ فی ذٰلک لعبرۃ۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

غیر مقلد مقتداء زبیر علی زئی صاحب اپنی کتاب نصر الباری جزء القراۃ للبخاری ص ۱۷ پر کہتے ہیں کہ محدثین کا کسی حدیث کو حسن یا صحیح کہنے سے اس حدیث کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے جبکہ اسی کتاب کے ص ۱۹۹ پر امام ابویوسف رح کی ایک حدیث کو صحیح کہا ہے

لو اپنے دام میں صیاد آگیا
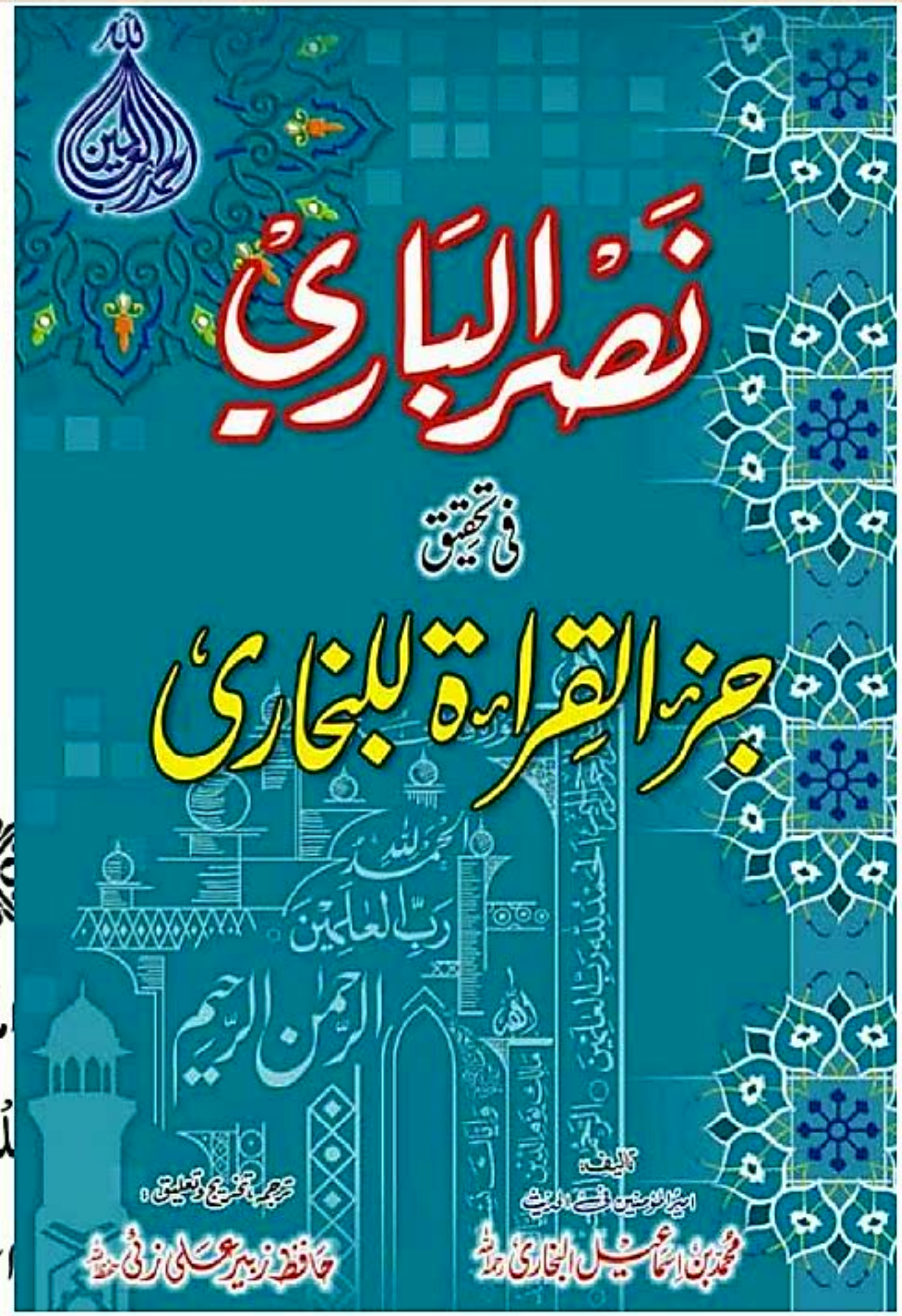
17

امام بخاری کی: ''جُزْءُ الْقِرَاءَةِ'' اَلْمَشْهُوْرُ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ
لفَ الْإِمَامِ'' کے نام سے مشہور کتاب ہے۔
اسحاق الخزاعی القواس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیان کردہ ایک حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

[موافقۃ الخبر الخبر: ج ۱ ص ۴۱۷]

محدثین کا حدیث کو حسن یا صحیح قرار دینا، ان کی طرف سے اس حدیث کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔ دیکھئے نَصْبُ الرَّايَةِ لِلزَّيْلَعِيِّ (۱/۱۴۹، ۳/۲۶۴)

امام شافعی ڈولفن مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر بری کو حلال سمجھنے والا کوئی مجہول شخص ہے۔ تاہم یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ امام ابوحنیفہ مسلمانوں کے خلاف خروج کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ دیکھئے کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد (۲۳۴ وسندہ صحیح)

حنفیوں کے معتمد علیہ قاضی ابو یوسف کہتے ہیں:

''أَوَّلُ مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ أَبُوْحَنِيْفَةَ، يُرِيْدُ بِالْكُوْفَةِ'' کوفہ میں سب سے پہلے قرآن کو مخلوق ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ (المجروحین لابن حبان: ۳/۶۴، ۶۵ وسندہ صحیح إلی أبي یوسف ورواہ عبداللہ بن احمد فی السنۃ: ۲۳۶) (والخطیب فی تاریخ بغداد: ۱۳/۳۸۵ مِنْ طُرُقٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِي يُوْسُفَ بِهِ وَانْظُرِ الْأَسَانِيْدَ